عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۱ | یکم تا ۶ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸/ جولائی ۲۰۰۲ء | شمارہ:۷

امت کی پستی کا علاج

اسلام میں حدیث کی اہمیّت

مرزا قادیانی مراق سے نبوّت تک

نزول عیسیٰ علیہ السلام اور تردید عیسائیت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

شہید کی نماز جنازہ:

س:...... کچھ عرصے پہلے میں نے ایک مسئلہ "شہید چونکہ زندہ ہیں اس لئے ان کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے ہیں؟" لکھ بھیجا تھا' جس کا جواب آپ نے یہ دیا تھا کہ نماز جنازہ اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ کے فرمان کے مطابق ہم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ ہماری مسجد کے امام کا کہنا ہے کہ آپ کا جواب شہید کی زندگی کے بارے میں ہے' جبکہ مسئلہ یہ نہیں ہے' دراصل اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے' چونکہ شہید بھی موت کا ذائقہ چکھتے ہیں' اس لئے ہم نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ مولانا صاحب! آپ ہی بتایئے کہ میں کس حل سے مطمئن ہوں؟

ج:...... جس حل سے بھی آپ مطمئن ہوسکیں' واقعہ یہ ہے کہ آپ کے امام صاحب نے بھی بات وہی کی ہے جو میں نے کہی تھی' یعنی دنیوی لحاظ سے ان کو موت آچکی' اس لئے ان کا جنازہ ہے' اور ان کی زندگی ہمارے شعور سے ماورا ہے اس لئے وہ جنازہ سے مانع نہیں۔

نماز باجماعت کے دوران بیمار کو اٹھانا:

س:...... نماز باجماعت کے دوران کوئی نمازی دل کا دورہ پڑنے یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہوکر گر پڑے جبکہ اس سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل واقع ہو تو اس صورت میں کیا اس کا قریبی نمازی' نماز توڑ کر اسے سہارا دے کر باہر لے جاسکتا ہے؟

ج:...... ضرور۔

س:...... اس نمازی کے ہوش میں آنے کے بعد اس کو سہارا دینے والا اپنی بقیہ نماز کس طرح سے ادا کرے گا؟

ج:...... نئے سرے سے پڑھے۔

ختم قرآن کے موقع پر رقم دینا:

س:...... نماز تراویح میں ختم قرآن کرنے پر حافظ صاحب کو ختم قرآن سننے والے بطور ہدیہ کچھ رقم اور کپڑے وغیرہ دیا کرتے ہیں' کیا یہ صحیح ہے؟ جبکہ قرآن شریف پڑھنے والے حافظ کو نہ اس کی پہلے سے خواہش ہو نہ مطالبہ؟

ج:...... اگر کچھ نہ دیا جائے تو کیا حرج ہے۔

مسجد کی جائے نماز پر اپنی جائے نماز بچھانا:

س:...... بعض نمازی مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ساتھ ہی اپنی جائے نماز بھی لے جاتے ہیں اور مسجد میں پہلے سے بچھی ہوئی جائے نماز پر اپنی جائے نماز بچھا کر نماز پڑھتے ہیں' کیا اس طرح کا عمل کرنا جائز ہے؟

ج:...... کوئی حرج نہیں۔

روزہ میں اگربتی کا دھواں ناک میں جانا:

س:...... رمضان المبارک کے مہینہ میں بعض روزے دار تلاوت قرآن پاک کے دوران قریب ہی اگربتی روشن کردیتے ہیں جس کی وجہ سے اگربتی کی خوشبو دھوئیں کی صورت میں ناک کے ذریعہ داخل ہوکر دماغ کو معطر کردیتی ہے' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سے روزے دار کے روزے میں کوئی فرق آتا ہے؟

ج:...... اگربتی کا دھواں قصداً اندر لے جانے سے روزہ فاسد ہوجائے گا' بلاقصد چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

کوئی ولی' غوث' قطب' مجدد' کسی نبی یا صحابیؓ کے برابر نہیں:

س:...... مجدد' ولی' قطب' غوث' کوئی بڑا صاحب تقویٰ' عالم دین' امام وغیرہ ان سب میں سے کس کے درجہ کو نبیوں اور پیغمبروں کے درجہ کے برابر کہا جاسکتا ہے؟

ج:...... کوئی ولی' غوث' قطب' امام' مجدد کسی ادنیٰ صحابیؓ کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا' نبیوں کی تو بڑی شان ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

گزشتہ شمارے کے "آپ کے مسائل" کے کالم میں سہواً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ﷺ شائع ہوگیا تھا۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

سرپرست آشانی
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | یکم تا ۶ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸ / جولائی ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۷

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ	4
اسلام میں حدیث کی اہمیت	6
امت کی پستی کا علاج	12
مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک	16
نزول مسیح اور تردید عیسائیت	22

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سی بی آر کے چیئرمین کی قادیانیت نوازی

قادیانی ملک کے قیام سے لے کر اب تک اسے ہر سطح پر نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروف رہے ہیں۔ ہر محکمہ میں قادیانیت کے فروغ وتحفظ کی کوششیں وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ وہ اپنی جماعت کو فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ وہ خواہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری عہدہ پر کام کر رہے ہوں ان کی وفاداریاں اوّل وآخر اپنی جماعت کے ساتھ وابستہ رہتی ہیں۔ دور کیوں جایئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ریاض احمد ملک نامی ایک قادیانی کے سینٹرل بورڈ آف ریونیو (سی بی آر) کا چیئرمین بنائے جانے کے خلاف عوام الناس نے عموماً اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے خصوصاً پُرزور احتجاج کیا تھا لیکن اس احتجاج کو مان کر اسے سبکدوش کرنے کے بجائے انتظامیہ نے وہی پالیسی اپنائی جو ظفر اللہ قادیانی اور کنور ادریس قادیانی کو ہٹانے کے مطالبے پر اس نے اپنائی تھی۔ ریاض احمد ملک نے اپنی جماعت کو کس طرح غیر قانونی طور پر فائدہ پہنچایا؟ اور اپنی جماعت سے وفاداری کو کس طرح نبھایا؟ اس کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس نے اپنی جماعت کے زیر انتظام کام کرنے والے بعض اداروں کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دلوا دیا ہے۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے رہنما مولانا فقیر محمد نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہائی کورٹ سے دو قادیانی اداروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دلوائے جانے کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کر کے قادیانی جماعت کے تمام اداروں پر انکم ٹیکس لاگو کرے اور قادیانی اداروں کو غیر آئینی اور غیر قانونی طور پر خصوصی مراعات دینے پر سی بی آر کے چیئرمین ریاض احمد ملک قادیانی کو برطرف کرے۔ گزشتہ دنوں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انکم ٹیکس ٹریبونل اور ہائی کورٹ کا قادیانی جماعت کی آمدنی کو ٹیکس سے چھوٹ دینا بہت بڑی سازش معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ریاض احمد ملک کے سی بی آر کا چیئرمین مقرر ہونے کے بعد قادیانی جماعت کو ماورائے قانون انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیدیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان اداروں کے علاوہ چار پانچ قادیانی اور ادارے ہیں جن میں وقف جدید، امور عامہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ شامل ہیں لیکن اس کے باوجود وہ انکم ٹیکس سے بچے ہوئے ہیں اور ان اداروں پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا، علاوہ ازیں تین سال سے فضل عمر ہسپتال اور صدر انجمن احمدیہ کے تحت کام کرنے والے ڈاکٹروں کی فیس تین سو روپے مقرر ہے اور یہ کمرشل ادارے ہیں لہٰذا فضل عمر ہسپتال پر بھی ٹیکس کا لگایا جانا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ بھی قادیانی جماعت کی کثیر جائیدادیں ہیں جن سے انہیں کروڑوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت مقامی انکم ٹیکس دفتر سے ملی بھگت کر کے دولت ٹیکس بھی بچا رہی ہے، مزید یہ کہ قادیانی جماعت نے آج تک اپنا حاصل کردہ ماہانہ چندہ، جو دس فیصد ہر قادیانی سے وصول کیا جاتا ہے اور ترکہ وصیت جو کہ متوفی کی کل جائیداد کا تیس فیصد وصول کیا جاتا ہے، اپنی آمدنی میں ظاہر نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے اور اپنی سازشوں کا جال پھیلا رکھا ہے، جس سے مسلم مذہبی حلقوں میں زبردست اشتعال اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں فی الفور سپریم کورٹ کی خدمات حاصل کرے اور سی بی آر کے قادیانی چیئرمین ریاض احمد ملک کو فی الفور برطرف کر کے حکومت کو مالی نقصان پہنچانے والوں کو بے نقاب کرے اور انکم ٹیکس نہ ادا کرنے والے قادیانی اداروں پر انکم ٹیکس اور دولت ٹیکس (ویلتھ ٹیکس) بھی عائد کرے تاکہ حکومت کو کروڑوں روپے سالانہ کی آمدنی ہو۔ اس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ایک قادیانی کس طرح اپنی جماعت کو کروڑوں یا شاید اربوں روپے کے سالانہ ٹیکس سے بچا کر اسے مالی فائدہ پہنچانے کا باعث بن رہا ہے۔ پاکستان اس وقت جس معاشی بحران سے گزر رہا ہے اگر ارباب اقتدار واقعتاً اس کے سدباب کے خواہاں ہیں تو انہیں قادیانی جماعت کو دی گئی ان غیر قانونی مراعات کو واپس لے کر اس جماعت سے باقاعدہ ٹیکس وصول کرنا چاہئے۔ اس حوالے سے مولانا کا مطالبہ بالکل بجا ہے جس کو فوری طور پر پورا کیا جانا چاہئے۔

ختم نبوت

کیا اب بھی رجم کی مخالفت کی جائے گی؟

گزشتہ دنوں ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل جتوئی میں پیش آنے والے ایک اندوہناک واقعہ نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا۔ تفصیلات کے مطابق مظفر گڑھ سے ۷۰ کلومیٹر دور تحصیل جتوئی میں ایک گاؤں موضع میر والا واقع ہے جس پر مستوئی قبیلے کی اجارہ داری ہے' گاؤں کی اکثریت اسی قبیلے کے افراد پر مشتمل ہے جبکہ چند گھرانوں کا تعلق گجر برادری سے ہے۔ گزشتہ دنوں گجر برادری کا گیارہ سالہ لڑکا عبدالشکور' مستوئی قبیلے کی ایک بارہ سالہ لڑکی کے ساتھ کماد کے کھیتوں میں پایا گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر مستوئی قبیلے کے بعض افراد نے اس بچے پر بدکاری کا الزام لگا کر اسے اغوا کر لیا اور اسے اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ اس مذموم حرکت پر بھی جب ان ظالموں کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو انہوں نے اس کا باقاعدہ انتقام لینے کے لئے پنچایت بلائی۔ ۲۲/ جون کو فیصلہ سے قبل گاؤں کے سینکڑوں افراد کی موجودگی میں پنچایت نے لڑکے کے باپ غلام فرید گجر اور بیٹی کو طلب کیا۔ غلام فرید گجر گھر سے اپنی حافظ قرآن بیٹی کو' جو اس وقت بچوں کو قرآن مجید پڑھا رہی تھی' بلا کر لایا' لڑکی کے آنے پر پنچوں نے یہ فیصلہ سنایا کہ چونکہ غلام فرید گجر کے بیٹے عبدالشکور نے ہماری بیٹی کے ساتھ زیادتی کی ہے اس لئے ہم اس کی بیٹی کے ساتھ زیادتی کریں گے۔ اس کے بعد وہ روح فرسا سانحہ پیش آیا جو پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ ایک حافظ قرآن لڑکی کو پنچایت میں سینکڑوں افراد کی موجودگی میں مستوئی قبیلے کے افراد نے' جن میں خود پنچایت کے ممبران بھی شامل تھے' اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا اور سینکڑوں افراد بے بسی سے کھڑے یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ اس المناک سانحہ کی اطلاع اخبارات تک خاصی تاخیر سے پہنچی۔ دیہی علاقوں میں جو غیر اسلامی رسوم ورواج آج بھی رائج ہیں' مذکورہ پنچایتی فیصلہ اس کا ایک تسلسل ہے۔ بعض علاقوں میں کاروکاری کے نام سے قتل کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ گورنر پنجاب نے اس سانحہ کی تفصیلات منظر عام پر آنے کے بعد ایکشن لیتے ہوئے تھانہ جتوئی کے ایس ایچ او کو معطل کر دیا ہے اور انکوائری ٹیم کو تین دن کے اندر رپورٹ پیش کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس اندوہناک سانحہ کا فیصلہ سنانے والے آٹھوں پنچ گرفتار کر لئے گئے ہیں جبکہ ان سطور کے لکھے جانے تک اس اجتماعی آبروریزی کے مرتکب چار مجرموں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جا رہے تھے۔ کچھ عرصہ قبل زعفران بی بی کیس کے حوالے سے ''رجم'' کے مخالفین نے خاصا شور مچایا تھا۔ اس وقت بھی اور اس سے قبل بھی ان کی رائے یہ تھی کہ رجم کی سزا کو ختم کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ مختلف اوقات میں زور بھی لگاتے رہے اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ مغربی ذرائع ابلاغ میں بھی اس کو شہرت دینے کی کوشش کی گئی تاکہ حکومت پر بیرونی ذرائع سے دباؤ ڈلوا کر اس سزا کو ختم کرا دیا جائے۔ جتوئی میں پیش آنے والے حالیہ واقعہ کے بعد ہم رجم کے مخالفین سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا اب بھی وہ رجم کے مخالف ہی رہیں گے؟ کیا ان کے نزدیک ایک مظلوم لڑکی کے ساتھ اس قبیح فعل کے مرتکب افراد کو سنگسار نہ کیا جائے؟ کیا ان کی نظر میں ایسے افراد کو سنگساری کی سزا دینا بھی غلط ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ سنگساری کی سزا کے مخالفین کی بے جا مخالفتوں نے اس واقعہ کے مرتکب افراد کو یہ بہیمانہ قدم اٹھانے کی جرأت دی ورنہ ایک حقیقی اسلامی مملکت میں' جس میں رجم سمیت دیگر تمام شرعی قوانین نافذ ہوں' اس بات کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی شخص ایسی حرکت کرے۔ اپنی عزت وآبرو کو سر بازار نیلام کرنے والے یہ لوگ ایک مظلوم مسلمان لڑکی کی عزت و آبرو سے کھیلنے والوں کے خلاف کیا معاملہ کرتے ہیں؟ اور اس جرم کے خلاف کیا فیصلہ دیتے ہیں؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن ایک مسلم اکثریتی ملک میں اسلامی قانون کے تحت اس کی سزا رجم یعنی سنگساری کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر پاکستان میں مستقبل میں ان واقعات کو وقوع پذیر ہونے سے روکنا ہے تو حکومت کو اس سزا پر عملدرآمد کرنا پڑے گا اور زانی کو سنگسار کرنا پڑے گا ورنہ ملک میں کسی مسلمان عورت کی عزت وآبرو کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں رہے گی۔

اسرائیلی فوج کے ہاتھوں چار سو فلسطینی بچوں کی شہادت

اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج نے اب تک چار سو بچوں کو شہید کر دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق فلسطین میں انسانی حقوق کی تنظیم ''لاء'' نے صحافیوں اور انسانی حقوق اور بچوں کے حقوق کی تنظیم کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اسرائیلی فوج نے موجودہ صدی میں سب سے زیادہ بچے شہید کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ موجودہ انتفاضہ کے دوران اسرائیلی فوج نے زیادہ تر بچوں کو نشانہ بنایا ہے۔ تنظیم لاء نے کہا کہ صیہونیوں کے ڈالروں پر چلنے والی بچوں کے حقوق کی تنظیموں نے اپنی زبانوں پر تالے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں تنظیم لاء نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ عالمی عدالت میں یہ کیس دائر کرے گی۔ اس دلخراش انکشاف کے حوالے سے ہم یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ کیا عالمی ضمیر کو اسرائیلی فوج کے قتل عام' خصوصاً بچوں کو شہید کرنے' کو روکنے کے لئے کسی مزید بڑے واقعہ یا اعداد وشمار میں مزید اضافہ کا انتظار ہے؟ چار سو بچوں کے قتل کے بعد بھی اسرائیل کے خلاف آواز نہ اٹھانے والے وقت کی عدالت کے مجرم ہیں اور وقت کی عدالت اپنے مجرم کے خلاف فیصلہ سنانا بھی جانتی ہے اور مجرم سے بدلہ لینا بھی۔ فلسطینیوں کو اپنا مقدمہ وقت کی عدالت میں دائر کر کے اس کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے۔

ختم نبوۃ

اسلام میں حدیث کی اہمیت

اسلام کو سمجھنے کے لئے جس طرح قرآن مجید ضروری ہے اسی طرح حدیث بھی ضروری ہے' حدیث' قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں ہے' بلکہ یہ قرآن کریم ہی کی تشریح وتفسیر ہے' اگر حدیث کو قرآن کی تشریح وتفسیر نہ مانا جائے اور اسے درمیان سے نکال کر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو شریعت کے بہت سے احکام کی وضاحت نہیں ہوسکے گی اور قرآن کی بہت سی آیات بھی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ فاضل مؤلف کی اس موضوع پر بے نظیر تحقیق ملاحظہ فرمایئے:

انسان اس عالم رنگ و بو میں جب آنکھیں کھولتا ہے' اسی وقت سے اس کا سفر زندگی شروع ہوجاتا ہے اور یہ سفر مسلسل جاری رہتا ہے' دنیا میں کتنے ہی حوادث واقع ہوں' کتنے ہی طوفان آئیں لیکن اس کا یہ سفر جاری رہتا ہے' بچپن' لڑکپن' نوجوانی' جوانی اور بڑھاپے کی مختلف منزلیں آتی ہیں لیکن وہ کسی منزل پر نہیں ٹھہرتا اور ان منازل کو طے کرتا ہوا اپنا سفر جاری رکھتا ہے یہاں تک کہ موت کا پنجہ اس کے اس سفر کے تسلسل کو توڑ دیتا ہے۔

انسان اپنے سفر کے دوران اس دنیا کی بوقلمونی اور اس کی رنگارنگی کو دیکھتا ہے اور اس نظام کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کے سامنے چند بنیادی سوالات ابھر کر سامنے آجاتے ہیں: اس دنیا کا آغاز وانجام کیا ہے؟ یہ نظام کائنات جو ایک مربوط اور منظم طریقے سے روز ازل سے جاری ہے' اس نظام کو قائم وباقی رکھنے والی ذات کون سی ہے؟ اور اس کا انسانوں کے ساتھ اور انسان کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس ہمہ گیر اور محکم قانون نظام کائنات کا مقصد کیا ہے؟ اس دنیا میں انسان کی آمد کس مقصد کے تحت ہوئی ہے؟ انسان خود مختار ہے یا کسی طاقت کے ماتحت؟ اس کا منصب اور ذمہ داری کیا ہے؟ اس دنیا کا سفر طے کرنے کے بعد انسان فنا ہوجاتا ہے یا کسی اور عالم میں باقی رہتا ہے؟ اگر باقی رہتا ہے تو اس دنیا کی زندگی کے اس زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہر ایک کو پیش آتے ہیں اور ان

مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

سوالات کے جوابات سے کوئی بھی شخص روگردانی نہیں کرسکتا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ان سوالات کو کیسے حل کیا جائے تو اس کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ علم حاصل کرنے کے لئے انسان کے پاس کیا اسباب ووسائل ہیں؟

غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسان کے پاس تین اسباب ہیں اور تین قوتیں ہیں جن کو بروئے کار لاکر وہ علم حاصل کرتا ہے اور اپنی معلومات کے خزانہ میں اضافہ کرتا ہے: ۱: حواس' ۲: عقل' ۳: تجربہ ومشاہدہ۔

حواس کے ذریعے انسان بہت سی معلومات حاصل کرتا ہے جیسے قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) کے ذریعہ وہ بہت سی معلومات حاصل کرتا ہے مثلاً ایک چیز کو دیکھ کر اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز سفید ہے یا سرخ؟ چھوٹی ہے یا بڑی؟ اس کی شکل وصورت کیسی ہے؟ بہت سی معلومات وہ سننے کے ذریعے حاصل کرتا ہے' بہت سی باتیں سونگھنے کے ذریعے' بہت سی باتیں چکھنے سے اور چھو کر معلوم کرتا ہے یہ سب انسان کے حواس ہیں اور یہ بہت بڑا ذریعہ ہے معلومات حاصل کرنے کا' لیکن حواس سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کا دائرہ بہت محدود ہے کیونکہ حواس سے صرف انہی چیزوں کا علم ہوسکتا ہے جو محسوسات ہیں' معقولات کا حواس کے ذریعے سے بالکل علم نہیں ہوسکتا۔ ہم کہاں سے آئے؟ ہمارا مقصد زندگی کیا ہے؟ اس کے بعد کوئی اور زندگی ہے یا نہیں؟ اور اس زندگی پر دنیا کی زندگی کا کیا اثر پڑے گا؟ ان بنیادی سوالات کا

ختم نبوة

جواب حواس خمسہ میں سے کوئی نہیں دے سکتا۔

اور صرف یہی نہیں کہ حواس کا دائرہ محسوسات تک محدود ہے بلکہ محسوسات کے علم میں بھی اکثر وبیشتر حواس غلطی کرتے ہیں' آنکھ ایک چیز کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ چھوٹی چیز ہے حالانکہ وہ جسامت کے اعتبار سے بڑی چیز ہوتی ہے' اسی طرح ایک بات کو سننے میں غلطی کرتے ہیں' یہی حال قوت ذائقہ کا ہے کہ بعض اوقات ایک میٹھی چیز بھی کڑوی لگتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کڑوی چیز میٹھی لگتی ہے' اسی لئے حواس کو علم کا ایک ناقابل اعتبار اور کمزور ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

دوسرا ذریعہ علم کا عقل ہے' اور یہی عقل ہے جس کی وجہ سے انسان کو دوسری تمام مخلوقات پر برتری اور فضیلت حاصل ہے' یہی عقل ہے جس کی مدد سے انسان نے ترقی کے مدارج ومراتب طے کئے اور ایسی ایسی ایجادات اور ایسے ایسے انکشافات کئے جنہوں نے ہر ایک کو حیرت میں ڈال دیا لیکن کیا عقل ان بنیادی سوالات کا جواب مہیا کر سکتی ہے؟ تو اس سلسلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عقل بھی انہی باتوں میں معلومات فراہم کرتی ہے جن کی بنیاد حواس کے علم پر ہو' جتنے معقولات ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان معقولات کو معلوم کرنے اور حاصل کرنے کے لئے عقل کے سفر طے کرنے کا ذریعہ محسوسات ہیں اور وہی اس کی بنیاد ہیں' جس شخص کے پاس ابتدائی معلومات نہ ہوں' اس کا ذہن بالکل خالی ہو تو وہ اپنی عقل کے بل بوتے پر کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ جب تک مبادیات نہ ہوں' اس وقت تک آگے قدم نہیں اٹھایا جا سکتا تو جو کمی حواس کے ذریعہ سے حاصل شدہ علم میں پائی جاتی تھی وہ عقل سے حاصل شدہ معلومات میں بھی پائی جائے گی۔

ان سوالات پر ایک بار پھر نظر ڈالئے اور سوچئے کہ کیا عقل ان کے جوابات مہیا کر سکتی ہے؟ دنیا میں کوئی عقل ایسی نہیں جسے عقل کل کہا جا سکے' جو سب میں مشترک ہو' بلکہ ہر ایک کی عقل دوسرے سے مختلف ہے اور ہر ایک کی سوچ کا انداز جداگانہ ہے' اور پھر ان میں اختلاف رونما ہوتا ہے کہ ایک

> **عقل یہ نہیں بتا سکتی کہ یہ انسان آزاد ہے یا کسی ہستی اور ذات کا پابند ہے؟ اور اگر پابند ہے تو اس ہستی کے ساتھ انسان کا کیا تعلق ہے؟**

ہی مسئلہ پر ایک وقت میں عقل کچھ فیصلہ کرتی ہے اور دوسرے وقت میں اس مسئلہ میں وہی عقل کچھ اور فیصلہ کرتی ہے' تو یہی فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کس کی عقل سے ان سوالات کے جوابات طلب کئے جائیں؟ اور مختلف جوابات میں سے کس کو صحیح اور کس کو غلط قرار دیا جائے؟

اس کے علاوہ یہ بھی سوچئے کہ عقل حواس کی مدد سے اس کائنات کی چیزوں پر غور کر سکتی ہے اور اس سے نتائج حاصل کر سکتی ہے لیکن اس عالم سے پہلے کچھ تھا یا نہیں؟ اور انسان کا اس میں کیا مقام تھا؟ انسان موجود تھا بھی یا نہیں؟ اور اس زندگی کے بعد فنا ہے یا دوسری زندگی ہے؟ اور اگر ہے تو موجودہ زندگی کا اس پر کیا اثر پڑے گا؟ عقل ان تمام باتوں کے معلوم کرنے سے عاجز ہے' اسی طرح عقل یہ نہیں بتا سکتی کہ یہ انسان آزاد ہے یا کسی ہستی اور ذات کا پابند ہے؟ اور اگر پابند ہے تو اس ہستی کے ساتھ انسان کا کیا تعلق ہے؟ جب عقل کی درماندگی اور بے چارگی کا عالم یہ ہے تو وہ ان بنیادی سوالات کے جوابات کیونکر فراہم کر سکتی ہے؟

اور تیسرا ذریعہ علم کا تجربہ ہے' تو وہ بھی حواس اور عقل سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں ہوتا ہے' اور پھر یہ تجربہ بھی ہمیشہ درست اور صحیح نہیں ہوتا' اس میں غلطیاں ہوتی ہیں' ٹھوکریں لگتی ہیں تجربے بدلتے رہتے ہیں' اس لئے اس سے بھی جوابات حاصل نہیں ہوتے۔

اب سوال یہ ہے کہ سوالات جو فطری اور بنیادی سوالات ہیں اور انسانی علم کے ذرائع میں سے کوئی بھی ان کا جواب نہیں دیتا تو کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی طرح تشنہ چھوڑ دیا ہے؟ اور ان کے جوابات کا کوئی انتظام نہیں فرمایا؟ کہ وہ ایک کامیاب اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کر سکے' تو یہ ناممکن ہے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت اور صفت ربوبیت کے منافی ہے' اللہ تعالیٰ تو رب ہے' وہ انسان کی تربیت اور اس کی پرورش کرتا ہے' جسم کی تربیت کے لئے اس نے کائنات کا یہ نظام بنایا اور روح' جو جسم سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے' اس کی تربیت کا بھی انتظام فرمایا اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرما کر وحی کے ذریعے اپنی ہدایات اپنے بندوں تک پہنچائیں' جن سے ان تمام سوالات کا جواب تسلی بخش ملتا ہے اور روح

کو آسودگی اور اطمینان حاصل ہوتا۔ تمام علماء' عقلاء' فلاسفر اور دانشوروں کو چھوڑ کر ان معلومات کے سلسلہ میں صرف اور صرف انبیاؑ پر انحصار کیا جاتا ہے' حالانکہ انبیاؑ دوسرے لوگوں کی طرح انسان ہوتے ہیں اور اسی زمین پر اٹھتے بیٹھتے ہیں' انہی لوگوں میں رہتے ہیں لیکن انبیاؑ سے ایسی ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ ایسی باتیں بتاتے ہیں اور زندگی کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ تیز سے تیز عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاؑ کا تعلق براہ راست اس ذات سے ہوتا ہے کہ جو علیم وخبیر ہے' جو ہر چیز سے واقف ہے' جس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں' جس کا علم پختہ اور یقینی ہے' جس کے علم میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں' خاتم الانبیاؑ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ایک بات کو مثال سے سمجھایا' جب آپ کو عام تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ نے عرب کے دستور کے مطابق صفا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک ایک کو نام لے کر پکارا اور ان کو جمع کیا' جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے ان سب کو مخاطب کرکے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر میں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک بڑا لشکر چھپا ہوا ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہوگا' تو کیا تم میری یہ بات مان لوگے؟ ان لوگوں نے' جو سادہ لوح تھے' جو عقلی اور فلسفیانہ باتوں کے بجائے اپنے پاس عقل سلیم رکھتے تھے' انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص جو سچائی اور امانت میں اپنی مثال آپ ہے اور وہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے پہاڑ کا دامن بھی ہے' وہ وہاں ہونے والی ہر حرکت کو دیکھ سکتا ہے اور ہم بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں' تو یقیناً یہ شخص غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتا اور پہاڑ کے اس طرف کیا ہو رہا ہے؟ اس کا کسی کو علم نہیں' اس لئے اس کی بات رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں' سب نے بیک آواز کہا کہ کیوں نہیں' ہم آپ کی بات پر یقین کریں گے' یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا کہ سنو! میں تمہیں ایک آنے والے سخت عذاب سے ڈرا رہا ہوں اور اس طرح آپ نے اس خطرہ سے آگاہ کردیا جو ان کے طریق حیات کے نتیجہ میں پیش آنے والا تھا جس کے مطابق وہ زندگی گزار رہے

انبیاؑ سے ایسی ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ ایسی باتیں بتاتے ہیں اور زندگی کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ تیز سے تیز عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاؑ کا تعلق براہ راست اس ذات سے ہوتا ہے کہ جو علیم وخبیر ہے

تھے' تو آپ نے اس مثال سے یہ بات واضح کردی کہ نبی انسان ہونے کے باوجود نبوت کے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوتا ہے جہاں سے وہ عالم دنیا کو بھی دیکھتا ہے اور عالم غیب کا بھی مشاہدہ کرتا ہے' جو دوسرے انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور وہاں سے کھڑے ہوکر وہ ان خطرات و نقصانات سے آگاہ کرتا ہے جو مستقبل میں انسانیت کو پیش آسکتے ہیں اور اپنی قوم کو محبت و شفقت اور کمال اخلاص کے ساتھ سمجھاتا اور ان پر شب خون مارنے والوں سے آگاہ کرتا ہے۔

یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام سے چلا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا' ہر نبی نے آکر اپنی قوم کی راہنمائی فرمائی اور انہیں بتلایا کہ انسان آزاد نہیں بلکہ اس دنیا میں آنے سے پہلے اس نے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا تھا اور اسی عہد کو نبھانے کے لئے وہ اس دنیا میں بھیجا گیا ہے' اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس کا اچھا یا برا ہونا دنیا کی زندگی پر موقوف ہے' غرضیکہ انبیاؑ علیہم السلام نے انسان کو اس کے مقصد تخلیق سے آگاہ کیا اور اسے اس کا مقام اور رتبہ یاد دلایا۔

تاریخ گواہ ہے کہ جس نے ان نفوس قدسیہ کی اتباع کی اور ان کی بات مانی وہ کامیاب و بامراد ہوا' اور جنہوں نے ان کی بات کو ٹھکرا دیا وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل ورسوا ہوئے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بناکر بھیجا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو بھی چھ سو سال ہوچکے تھے اور دنیا نے انبیاؑ کی تعلیمات کو یکسر فراموش کردیا تھا اور زمین کے کسی خطہ پر یہ روشن تعلیمات موجود نہیں تھیں' بڑے بڑے مذاہب کو اس قدر بگاڑ دیا گیا تھا کہ ان کی اصلی شکل باقی نہیں رہی تھی' عیسائیت اور یہودیت دونوں میں انبیاؑ کی تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے مطابق تبدیلیاں کرلی گئی تھیں' ایران

ختم نبوۃ

میں ایک نئے مذہب نے جنم لیا تھا جس کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ بیوی' بہن' بیٹی سب ایک حیثیت کی مالک تھیں' اہل عرب نے اپنے گلے میں اپنے خود ساختہ بتوں کی غلامی کا طوق ڈال رکھا تھا اور اسی غلامی پر وہ نازاں تھے ہر ملک کی معیشت تباہ تھی' بادشاہوں اور امرأ نے عیش پرستی کی نئی نئی صورتیں پیدا کر رکھی تھیں' اور اس کے انتظام اور خرچ کو پورا کرنے کے لئے عوام پر بھاری ٹیکس عائد کر رکھے تھے' ہندوؤں نے ہزاروں کی تعداد میں دیوی اور دیوتا گھڑے ہوئے تھے' غرضیکہ اس چھٹی صدی عیسوی میں ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ چکی تھی اور معاشرے کے اطوار و عادات ہلاکت آفریں تھے' شراب نوشی' بدمستی' بداخلاقی' سود خوری' لوٹ کھسوٹ' سنگدلی و بے رحمی' مال کی ہوس' ان تمام برائیوں نے خوبیوں اور کمال کا روپ دھار لیا تھا اور ہر اچھائی اور نیکی جرم سمجھی جاتی تھی' ایسے عالم میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ اس دنیا کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں اور ہلاکت وتباہی کے گہرے غار کے دہانے پر کھڑی ہوئی انسانیت کو اس تباہی سے بچا کر نئی زندگی بخشیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے انبیأ کی طرح امت کو تعلیمات خداوندی سے روشناس کرایا بلکہ آپ کی تعلیمات تمام انبیأ کی تعلیمات کی جامع اور مکمل ہیں کیونکہ آپ آخری نبی ہیں' آپ کی لائی ہوئی کتاب آخری ہدایت نامہ ہے' آپ کی نبوت قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے ہے' آپ کی رسالت زمان ومکان کی قیود سے آزاد ہے' یہی وجہ ہے کہ آپ کی تعلیمات سدابہار ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام تعلیمات جو امت تک پہنچائی ہیں' یہ سب وحی کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں' میری طرف وحی آتی ہے۔'' (الکہف)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے' وہ تو وحی ہوتی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔'' (النجم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وحی کے ذریعے امت تک تعلیمات خداوندی کو پہنچایا ہے وہ دو طرح کی وحی ہے' ایک وحی تو وہ ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے' جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے' جس نے ساری دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ اس جیسی کوئی مثال لاؤ مگر اس کی مثال لانے سے دنیا عاجز ہے' یہ وحی قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے انبیأ کی طرح امت کو تعلیمات خداوندی سے روشناس کرایا بلکہ آپؐ کی تعلیمات تمام انبیأ کی تعلیمات کی جامع اور مکمل ہیں کیونکہ آپؐ آخری نبی ہیں

موجود ہے' ایک وحی وہ ہے جس کی تلاوت تو نہیں کی جاتی اور نہ ہی اسے نماز میں پڑھا جاتا ہے مگر شریعت کے بہت سے احکام اس سے معلوم ہوتے ہیں اور اس وحی کو ''حدیث'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حدیث' قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں ہے' بلکہ یہ قرآن کریم کی تشریح وتفسیر ہے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اور آپ کا فریضہ منصبی ہے' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت نامہ اتارا تاکہ آپ لوگوں کے لئے اسے بیان کریں جو ان کی طرف اتارا گیا۔'' (النحل)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے اتاری ہے کہ آپ ان کے سامنے اس چیز کو بیان کریں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔''

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ تعلیم قرآن کو آپ کی بعثت کے مقاصد میں شمار کیا ہے' اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول بھیجا انہی میں سے' جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے' ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

(آل عمران)

اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد بیان کئے گئے ہیں:

ا:...... تلاوت آیات

۲:......تزکیۂ نفوس

۳:......کتاب کی تعلیم

۴:......تعلیم حکمت۔

اور یہی مقاصد سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۹ اور آیت نمبر ۱۵۱ میں اور سورۂ جمعہ کی آیت نمبر ۲ میں بیان کئے گئے ہیں' ظاہر بات ہے کہ کتاب کی تعلیم اور اس کے مقاصد و مطالب آپ نے حدیث کے ذریعے بیان کئے ہیں' اور پھر صحابہ و تابعین اور دیگر ائمہ کی متفقہ رائے ہے کہ حکمت سے مراد ''حدیث'' ہے۔

اگر حدیث کو قرآن کی تشریح وتفسیر نہ مانا جائے اور حدیث کو درمیان سے نکال کر قرآن کو سمجھا جائے تو شریعت کے بہت سے احکام کی وضاحت نہیں ہوگی اور قرآن کی بہت سی آیات بھی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔

مثال کے طور پر قرآن میں نماز کا ذکر ہے کہ نماز قائم کرو' نماز کو اپنے وقت پر ادا کرو' لیکن نماز کا کیا طریقہ ہے؟ اس کی کتنی رکعات ہیں؟ اس کے اوقات کیا ہیں؟ یہ تمام باتیں اس وقت تک ہمیں معلوم نہیں ہوسکتیں جب تک ہم احادیث کا سہارا نہ لیں' اور یہ صرف نماز ہی کی خصوصیت نہیں' زکوٰۃ' روزہ' حج جیسے اہم اور بنیادی ارکان کا یہی حال ہے کہ جب تک احادیث نہ ہوں اس وقت تک ان کی تفصیلات معلوم نہیں ہوسکتیں اور نہ ہی ان عبادات کا حدیث کے بغیر صحیح طور پر ادا کرنا ممکن ہے۔

نماز' روزہ' حج سے متعلق آیات کے علاوہ بھی قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ جب تک حدیث کی بیان کردہ تشریح وتفسیر کو سامنے نہ رکھیں تب تک یہ آیات حل نہیں ہوتیں' چند آیات مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

نماز' روزہ' حج سے متعلق آیات کے علاوہ بھی قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ جب تک حدیث کی بیان کردہ تشریح وتفسیر کو سامنے نہ رکھیں تب تک یہ آیات حل نہیں ہوتیں

۱:......قرآن کریم کی ایک آیت ہے کہ:

''ہم نے آپ کو سبع مثانی (بار بار دہرانے والی سات چیزوں) اور قرآن عظیم عطا کیا۔'' (الحجر)

اس آیت میں سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟ یہ حدیث نے ہمیں بتایا کہ اس سے سورۂ فاتحہ مراد ہے' اگر حدیث کی یہ وضاحت نہ ہوتی تو ہر شخص اپنے اپنے ذہن کے مطابق اس کی تشریح وتفسیر کرتا اور اس طرح امت میں ایک افتراق وانتشار برپا ہوتا لیکن حدیث نے اس کی تشریح کرکے ایک بند باندھ دیا اور اس آیت کے متعلق ہزار داستانوں کو جنم لینے سے روک دیا۔

۲:......قرآن کی ایک آیت ہے:

''اور وہ تین لوگ جو پیچھے رہ گئے الخ'' (التوبہ)

یہ تین شخص کون تھے؟ ان کا پورا قصہ کیا تھا؟ ان پر زمین باوجود کشادگی کے کیوں تنگ ہوگئی؟ ان کا جرم کیا تھا؟ جس کی توبہ انہوں نے کی اور وہ قبول ہوئی' جب تک احادیث کا سہارا نہ لیا جائے یہ تمام سوالات حل نہیں ہوتے اور یہ آیت پوری طرح سمجھ میں نہیں آتی۔

۳:......قرآن کریم کی ایک اور آیت ہے:

''اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔'' (البقرہ)

اس آیت سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ امت لوگوں پر گواہ ہوگی اور رسول امت کی گواہی دے گا لیکن یہ گواہی کب ہوگی؟ کہاں ہوگی؟ اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ کس چیز کی گواہی ہوگی؟ یہ سب باتیں حدیث سے معلوم ہوتی ہیں۔

۴:......قرآن کی آیت ہے:

''اے نبی! آپ نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کیوں کرلیا۔'' (التحریم)

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی تھی' وہ چیز کیا تھی؟ اور آپ نے کیوں اسے حرام کیا تھا؟ اس کی وضاحت حدیث سے ہوئی ہے آگے اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے بتادی' پھر جب اس بی بی نے وہ بات دوسری بی بی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اس کی خبر دے دی تو پیغمبر نے (اس ظاہر کرنے والی بی بی پر) تھوڑی

بات تو جتلادی اور تھوڑی بات ٹال گئے۔"

اس آیت سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیوی سے ایک راز کی بات کہی' اس نے دوسری بیوی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر اپنے نبی کو دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بات اس میں سے ظاہر کردی اور کچھ ٹال دی لیکن وہ بات کیا تھی جو آپ نے اپنی بیوی کو بتائی؟ اور وہ بیوی کون تھی؟ اس نے دوسری کون سی بیوی کو وہ بات بتائی؟ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی بات ظاہر کردی؟ اور کون سی بات ٹال دی؟ یہ سب تفصیل حدیث سے معلوم ہوئی ہے اور اس طرح قرآن کی آیت بالکل واضح ہوجاتی ہے اور اس کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے۔

۵:.....قرآن کی ایک اور آیت ہے:

"اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی' اللہ نے انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا' پھر بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید' اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین' ان کے گھر اور ان کے مال کا مالک بنادیا اور اس زمین کا بھی جہاں تمہارے قدم نہیں پہنچے تھے۔" (احزاب)

یہ اہل کتاب کون تھے؟ ان کے قلعے کہاں تھے؟ کس کو قتل کیا؟ کسے قید کیا؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟ اور ان کی جائیداد کہاں تھی جس کا مالک بنایا؟ اور وہ زمین جہاں قدم نہیں پہنچے اس سے کون سی زمین مراد ہے؟ یہ سب باتیں حدیث کے بغیر قرآن سے معلوم نہیں ہوسکتیں۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں' ورنہ قرآن کی بہت سی آیات قصہ طلب ہیں' بہت سی آیات شان نزول کے بغیر سمجھ میں نہیں آتیں' بہت سی آیات ایسی ہیں جو تشریح طلب ہیں' اس لئے قرآن کریم کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔

عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ قرآن جس کے ایک ایک لفظ میں حقائق و معارف کے چشمے پوشیدہ ہیں' جو ایک کتاب ہے اور فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے' جس کے کلمات میں علوم کا انبار موجود ہے' ایسے کلام کی تشریح تو وہی ذات کرسکتی ہے جو قرآن کے رموز و اسرار سے واقف ہو' اس سے آشنا ہو' جو مراد ربانی کو خوب سمجھتا ہو' اور یہ ہستی صرف اور صرف نبی کی ذات ہے' اور نبی کو ہی یہ حق ہے کہ وہ اس کلام ربانی کی تشریح کرے اسی وجہ سے قرآن کریم میں جابجا اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ "الصارم المسلول" میں فرماتے ہیں کہ:

"میں نے قرآن پاک میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ تینتیس مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔" (ص ۵۵)

امام احمد بن حنبلؒ "الصارم المسلول" میں فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن پاک میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ تینتیس مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے

صرف اطاعت ہی کا حکم نہیں دیا بلکہ صاف فرمادیا گیا کہ:

"قسم ہے آپ کے رب کی! وہ مومن نہیں ہوسکتے' جب تک کہ آپ کو اپنا منصف اور حکم نہ بنالیں ان جھگڑوں میں جو ان کے درمیان ہوں' اور پھر اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں' آپ کے فیصلے کو خوشی سے قبول کرلیں۔" (النساء)

ایمان کا دارومدار آپ کی اطاعت پر رکھا گیا' اور سورۂ احزاب میں صاف طور پر اعلان کردیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد و عورت کو کوئی اختیار نہیں۔

یہ سب باتیں بتارہی ہیں کہ اسلام کو سمجھنے کے لئے جس طرح قرآن ضروری ہے اسی طرح حدیث بھی ضروری ہے' ان دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑا جاسکتا' اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

امت کی پستی کا علاج

زیر نظر تحریر دراصل حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کا ماہنامہ ''بینات'' کراچی کے لئے تحریر کردہ ایک فکرانگیز اداریہ ہے جو آپ نے پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد تحریر فرمایا تھا' موجودہ حالات کی مناسبت سے اس کو قارئین کے افادہ کے لئے دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

تمام امت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے' ہر جگہ اضطراب ہی اضطراب ہے' نہ حکمرانوں کو چین نصیب ہے' نہ محکوم آرام کی نیند سو سکتے ہیں' مصیبت یہ کہ کوئی بھی صحیح علاج نہیں سوچ رہا ہے' جو زہر ہے اس کو تریاق سمجھ لیا گیا ہے' جو تباہی و بربادی کا راستہ ہے اس کو نجات کا راستہ سمجھا جارہا ہے' جو تدبیریں شقاوت کو دعوت دے رہی ہیں انہی کو ذریعہ سعادت خیال کیا جارہا ہے' ماسکو ہو یا واشنگٹن' تمام جہنم کے راستے ہیں' کوئی بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کا راستہ' جو سراسر نجات و سعادت کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہے' نہیں سوچ رہا ہے' جو صراط مستقیم جنت کو جارہا ہے' اس سے بھٹک گئے ہیں' نہ معلوم کہ ارباب عقول کی عقلیں کہاں چلی گئیں؟ ارباب فکر آخرت سے کیوں عاری ہوگئے' آخر تاریخ کی یہ عبرتیں کس کے لئے ہیں؟ حقائق سے کیوں چشم پوشی کی جارہی ہے؟ خاکم بدہن ایسا تو نہیں کہ تکوینی طور پر امت پر تباہی و بربادی کی مہر لگ چکی ہے؟ اس امت کا زوال مقرر ہو چکا ہے؟ عروج کا دور ختم ہو گیا ہے؟ حق تعالیٰ نے تو اسلام اور صرف اسلام کی نعمت کو آخری نعمت فرمایا تھا اور یہ صاف اور صریح اعلان ہو چکا تھا کہ اس کے سوا کوئی رشتہ و رابطہ' کوئی دین و مسلک قابل قبول نہ ہوگا' نجات اسی دین اور اسلام میں ہے اور اسی دینی رابطہ میں فلاح و سعادت ہے' باقی تمام راستے شقاوت و ہلاکت اور تباہی و بربادی کے راستے ہیں' اور یہ ابدی اعلان آج بھی حق تعالیٰ کے آخری پیغام میں کیا جارہا ہے:

> ''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔'' (القرآن)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

اور سورۂ عصر میں تاریخ عالم کو گواہ بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ جن لوگوں میں ایمان باللہ' عمل صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر' یہ چار باتیں نہیں ہوں گی' ان کا انجام تباہی و بربادی ہے۔ کیا اسی اسلام سے روگردانی کی اتنی بڑی سزا پاکستان اور پاکستانیوں کو نہیں ملی کہ چند لمحوں میں بارہ کروڑ آبادی کا عظیم ملک پانچ کروڑ آبادی کا چھوٹا سا ملک بن گیا؟ کیا بنگلہ دیش کے قضیہ سے دونوں طرف کے مسلمان عذاب الٰہی میں مبتلا نہیں ہوئے؟ اسلامی روابط' اتحاد و اخوت ختم کر کے کیا دولت کمائی؟ آخرت سے پہلے دنیا کی رسوائی اور خسران و تباہی بھی دیکھ لی۔

افسوس کہ وہی غیر اسلامی سبق پھر یہاں مغربی پاکستان میں دہرایا جارہا ہے' وہی سندھی' پنجابی' بلوچ اور پٹھان کے ملعون نعرے یہاں بھی ابھر رہے ہیں' ارحم الراحمین کے غضب کو دعوت دینے والی صورتیں اختیار کی جارہی ہیں۔ طاغوتی طاقتیں' جن کا ڈورا باہر کے شیاطین کے ہاتھ میں ہے' اسلام اور مسلمانوں پر ایک اور کاری ضرب لگانے کی فکر میں لگ گئی ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

نہ ارباب حکومت مرض کا صحیح علاج سوچ رہے ہیں اور نہ ارباب دین' دین کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں' اور نہ ارباب قلم زور قلم اصلاح حال پر خرچ کر رہے ہیں۔ غور کرنے سے یہی معلوم و محسوس ہوتا ہے کہ اس قوم کا آخرت پر یقین یا تو ختم ہو گیا ہے یا اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جنت و جہنم اور حیات ابدی کے تصور سے دل و دماغ خالی ہو گئے ہیں' تمام نعمتیں اور آسائشیں صرف دنیا کی چاہتے ہیں' جب مرض یہ ہے یعنی دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت' تو اب رہنمایان قوم کا فرض یہ ہے

ختم نبوة

کہ اس کا تدارک کریں اور اس کا علاج سوچیں۔

گزشتہ چند سالوں کے تجربات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ جو طریقہ علاج کا سوچا گیا اور عملاً اس کو اختیار بھی کیا گیا' وہ صحیح قدم نہ تھا' اخبارات بھی جاری کئے گئے' جلوس بھی نکالے گئے' مظاہرے بھی کئے گئے' جھنڈے بھی اٹھائے گئے' نعرے بھی لگائے گئے' الیکشن بھی لڑے گئے' کچھ تجویزیں بھی پاس ہوئیں' لیکن یہ سب نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئے۔ قوم سے چندے کئے گئے' کروڑوں روپے خرچ بھی کئے' لیکن قوم جہاں تھی کاش وہیں رہتی' ہزاروں میل پیچھے ہٹ گئی' میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تدبیر اختیار نہ کی جائیں اور یہ بالکل عبث اور ضیاع وقت ہے لیکن اتنا تو واضح ہوگیا کہ یہ پورا علاج نہیں اور یہ نسخہ مفید ثابت نہ ہوا' مرض کا ازالہ اس سے نہیں ہوسکا۔

بہرحال ان سیاسی تدبیروں کے ساتھ اب دینی سطح پر کام کی ضرورت ہے' اگر آپ کا شوق اس بات کا متقاضی ہے کہ سیاسی تدبیریں اختیار کی جائیں اور سیاسی حربے بھی استعمال ہوں اور آپ کی طبیعت اور ذوق ان وسائل کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں' اگرچہ ہماری دیانتدارانہ رائے یہی ہے کہ ان کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ نہیں اور ''کوہ کندن وکاہ برآوردن'' والی مثال صادق آتی ہے' وقتی اور سطحی عوامی فائدے ہیں لیکن تاہم اگر آپ کا ذوق تسلیم نہیں کرتا تو ترک نہ کیجئے لیکن اصلی اور حقیقی و بنیادی کام اصلاح معاشرہ ہے' اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو بھولا ہوا سبق یاد دلائیں اور انبیاء کرام اور مصلحین امت کے طریقوں پر آسمانی ہدایات کی روشنی میں اصلاح کا بیڑہ اٹھائیں اور اپنی پوری طاقت انفرادی و اجتماعی اصلاح امت پر خرچ کریں' گھر گھر' بستی بستی پہنچ کر دعوت الی الخیر کا ربانی پیغام پہنچائیں' اجتماعات ہوں تو اسی مقصد کے لئے' جلسے اگر ہوں تو اسی بنیاد پر' رسائل ہوں تو اسی کام کیلئے' اخبارات کے صفحات ہوں تو اسی مقصد کے لئے اور کاش اگر حکومت کے وسائل حاصل ہوں اور ریڈیو وغیرہ کی پوری طاقت بھی اس پر خرچ ہو تو چند مہینوں میں یہ فضا تبدیل ہوسکتی ہے۔

بہرحال اس وقت یہ آرزو تو قبل از وقت ہے کہ حکومت کی سطح پر جو وسائل نشر واشاعت ہیں وہ ایمان کی روح سے آراستہ ہوں اور ایمانی حرارت اور نور ان میں جلوہ گر ہو' ان کے ذریعہ اصلاح ہو' اب ضرورت اس کی ہے کہ آج کی نسل خدا ترس بن جائے' ان کی اصلاح ہو' آج کی یہی نسل کل حکمران ہو' تو تمام وسائل نشر واشاعت اور خبر رساں ایجنسیاں سب کے سب اشاعت اسلام و تزکیہ اخلاق کے سرچشمے ہوں' پوری قوم نہ سہی اکثریت یا قابل اعتبار اہم اقلیت کی ہی اصلاح ہوجائے' تو کل کرسیٔ صدارت یا کرسیٔ وزارت' یا منصب سفارت ہو یا وسائل نشر و اشاعت ہوں' یہ سب کے سب تعلیم اسلام و تعلیم دین کے مراکز بن سکیں گے' اب تو حال یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ پاسبان خود چور بن گئے ہیں' جو رہبر تھے وہ رہزن بن گئے ہیں۔ تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں۔ ''عیاں را چہ بیان'' جو صورت حال ہے وہ سامنے ہے۔

> **دین اسلام کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے' صدیوں کا جمع کیا ہوا ذخیرہ نذر آتش ہونے کے قریب ہے لیکن ہم اطمینان سے بیٹھ کر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں**

خلاصہ یہ کہ اس وقت دین کی اہم ترین پکار یہی ہے کہ خدا کے لئے اٹھو اور خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور سفینۂ حیات کو ساحل مراد تک پہنچانے کی پوری جدوجہد کرو۔

نیز یہ چیز پیش نظر رہے کہ طاغوتی طاقتیں اور تمام فتنہ وفساد برسرکار ہیں اور نہایت تیزی سے سیلاب آرہا ہے' کمزور و ناتواں کوشش کافی نہیں' فساد معاشرے میں ایٹم بم کی رفتار سے پھیل رہا ہے' ظاہر ہے کیڑے مکوڑوں کی رفتار سے مقابلہ کیا گیا تو کیونکر اصلاح ممکن ہوگی؟ خدارا یہ جو آگ لگ چکی ہے جلد سے جلد بجھانے کی کوشش کرو ورنہ تمام قوم و ملک اس کے شعلوں کی نذر ہوجائے گا۔ افسوس و تعجب سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاتی ہے تو وہ اسے فوراً بجھانے کی تدبیر میں لگ جاتا ہے' کوئی کوتاہی نہیں کرتا لیکن دین اسلام کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے' صدیوں کا جمع کیا ہوا ذخیرہ نذر آتش ہونے کے قریب ہے لیکن ہم اطمینان سے بیٹھ کر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

ہمارے ملک میں جو بحران عرصہ سے چل رہا ہے وہ مشرقی پاکستان کو موت کی نیند سلا دینے کے بعد بھی تھمنے نہیں پایا بلکہ اس کا سارا زور سمٹ کر اب نیم

ختم نبوۃ

جان مغربی پاکستان پر لگا ہوا ہے۔ مریض کے حالات اتنے غیر یقینی اور مستقبل اتنا بھیانک ہے کہ اسے ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں' ہم علماً سے' طلباً سے' حکام سے' صحافیوں سے' وکلاء سے' کسانوں سے' مزدوروں سے اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے خدا کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ اگر اس ملک کی اور خود اپنی زندگی کچھ دن اور مطلوب ہے' اگر ہمارے دل پتھر' ہمارے ذہن مفلوج' ہمارے دماغ ماؤف اور ہمارے اعضاء شل نہیں ہوگئے ہیں اور ہمارے بدن میں زندگی کی کوئی رمق اور ہماری آنکھ میں عبرت و غیرت کا کچھ پانی ابھی موجود ہے تو سارے دھندے چھوڑ کر' سارے کام ملتوی کرکے اور سارے مشاغل سے ہٹ کر چند دن کے لئے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہوگا' اس کے لئے سب کو نکلنا ہوگا' سب کے پاس جانا ہوگا' دربدر کی ٹھوکریں کھانی ہوں گی۔ اگر ملک کا معتد بہ حصہ اس فرض کو انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا تو حق تعالیٰ شانہ اس ملک کی اور اس کے ساتھ ہماری بقاء کا فیصلہ فرمادیں گے اور پھر بھارت اور روس بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر ہم بدستور اپنی لے میں مست اور اپنے اپنے کام میں مگن رہے اور دعوت الی اللہ کے کام کے لئے اپنے اوقات' اپنے مال اور اپنی جان کو خرچ کرنے کی ہمت نہ کی تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس فرض ناشناسی کی پاداش کن کن شکلوں میں ظاہر ہوگی' ہماری تدبیریں' ہماری حکومتیں' ہماری اسمبلیاں' ہمارے وسائل خدا کے فیصلے کو نہیں بدل سکتے۔

میٹنگیں بلانے' عمائدین کو جمع کرنے' اتحاد کے نعرے لگانے اور مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے پر بہت وقت ضائع کیا جاچکا ہے' اب وقت ہمیں ایک لمحہ کی مہلت دینے کو تیار نہیں' نہ دعوت و اصلاح کے خاکے مرتب کرنے پر مزید اضاعت وقت کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ والی تبلیغی تحریک ہی بس امید کی آخری کرن ہے' اپنے ذوق' اپنے تقاضوں اور اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ دیجئے' ملت کی شکستہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے اس تختہ کو' جس پر سات کروڑ نفوس سوار ہیں' اگر بچانا ہے تو بس یہی ایک تدبیر ہے کہ ہم سب اخلاص کے ساتھ اس کام کو کریں اور سیکھیں' ہم ایک بار پھر علماً اور دانشور طبقہ سے عرض

اگر ملک کا معتد بہ حصہ اس فرض کو انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا تو حق تعالیٰ شانہ اس ملک کی اور اس کے ساتھ ہماری بقا کا فیصلہ فرمادیں گے

کریں گے کہ خدارا مقتضائے حال کو سمجھو' ہمارے موجودہ مشاغل ہمارے پاؤں کی زنجیر بن جائیں گے' اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے دعوت و اصلاح کی محنت والا کام نہ سنبھالا گیا اور ہماری بے التفاتی' لاپرواہی اور بے اعتنائی کی یہی کیفیت رہی جو اب تک ہے تو وقت کا فیصلہ بڑا ہی شدید اور بھیانک ہوگا۔ مشرق (یعنی سابقہ مشرقی پاکستان) والوں کو اس کا تجربہ ہوچکا ہے اور ہمیں اسی سے عبرت پکڑ لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور ملت بیضاء کی حفاظت کی توفیق امت کو نصیب فرمائیں۔

کچھ دن ہوئے لاہور کے ایک صاحب کا گرامی نامہ موصول ہوا' ہم اس مکتوب اور اس کے ساتھ منسلک خواب کو ''بصائر وعبر'' کی مناسبت سے یہاں پیش کرتے ہیں:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۹/۱۰/ کی درمیانی شب کو میں نے ایک خواب دیکھا جس کی کاپی جناب کو روانہ کررہا ہوں۔ اس خواب میں' میں نے کچھ علماً کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے دیکھا جن میں ایک آپ بھی ہیں۔ پہلی صف میں مولانا مفتی محمد حسن' مولانا محمد یوسف دہلوی' مولانا عبدالقادر رائے پوری' اور جناب (مولانا محمد یوسف بنوری) تشریف فرما ہیں۔

پچھلے سے پچھلے رمضان المبارک کو ایک خواب دیکھا تھا' جس میں دیکھا تھا کہ چاند اپنی گولائی میں موجود ہے' اس پر پاکستان کا نقشہ بنا ہوا ہے' مشرقی حصہ کے نقشہ پر یہ حروف لکھے ہیں:

''ہم اس سرزمین کو اور یہاں کے رہنے والوں کو عنقریب ہلاک کردیں گے۔''

اب خواب کے بعد' جو یہاں نقل کیا جارہا ہے' طبیعت خاصی پریشان ہے' سوچتا ہوں اس پیغام کا حق کیسے ادا ہو؟ امید ہے آپ تسلی بخش جواب دیں گے:

''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں مشرق کی جانب رُخ کئے ایک ممبر پر تشریف فرما ہیں' میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہوں اور ایک دبلے پتلے گورے چٹے بزرگ آپ ؐ کی دائیں جانب کھڑے ہیں' علماً کا ایک گروہ بھی حاضر خدمت ہے' ایک عالم دین کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پاکستان کے حالات بیان کررہے ہیں۔ واقعات سناتے ہوئے وہ یہ کہتے ہیں:

''پھر یا رسول اللہ! ہندوستان کی فوجیں فاتحانہ انداز میں ہمارے ملک میں داخل ہوگئیں' تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں سے اپنی پیشانی تھام لیتے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے لگاتا آنسو بہنے لگتے ہیں' یہ دیکھ کر تمام محفل پر گریہ طاری ہوجاتا ہے اور بعض حضرات تو چیخیں مار مار کر رونے لگتے ہیں' کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم علماً کی جماعت کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرماتے ہیں: ''اس حادثۂ عظیم پر ملائکہ بھی غمزدہ ہیں مگر ان کو تمہارے اعمال کی بدولت تمہاری مدد کے لئے نہیں بھیجا گیا۔''

آپ ؐ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تمہیں معلوم ہے تمہاری اس مملکت میں میری نبوت کا مذاق اڑایا گیا' میرے صحابہ کو گالیاں دی گئیں اور میری سنت کی تضحیک و اہانت کی گئی۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے جماعت! علماً امت کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ جب تک حکام عیاشی' ظلم اور تکبر نہیں چھوڑیں گے' اغنیا جب تک بخل' حق تلفی اور بے حیائی ترک نہیں کریں گے' علماً جب تک کتمان حق' حرص دنیا اور ریا کاری وخودنمائی سے باز نہیں آئیں گے' عورتیں جب تک بدکاری' ناچ رنگ' فحش گانے' شوہروں کی نافرمانی اور عریانی وبے پردگی نہیں چھوڑیں گی اور پوری قوم جب تک جھوٹی گواہی' غیبت' زنا' لواطت' شراب نوشی' سودخوری اور اعمال شرک سے توبہ نہیں کرے گی' خوب یاد رکھو! اس وقت تک عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم مجھے ان باتوں کے ترک کردینے کی ضمانت دو' میں تمہیں دنیا وآخرت کی بھلائی کی ضمانت اور دشمن پر غلبہ کی بشارت دیتا ہوں لیکن اگر تم اب بھی ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو خوب یاد رکھو! عنقریب ایک سخت ترین عذاب بصورت نفاق آنے والا ہے' جس سے تمہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں بچاسکتا۔'' (العیاذ باللہ)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہیں ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں' اور جان رکھو! اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔''

اس آیت کے سنتے ہی ہم سب پر گریہ طاری ہوگیا' ہم رو رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ آیت دہراتے تھے: ''اے مسلمانو! (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی تو) تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (بیان القرآن)

پورا ملک آتش نفاق کی مہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے جس پر توبہ واستغفار' تضرع وابتہال اور دعوت الی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جاسکتا ہے مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی

اس پر مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ ''عذاب بصورت نفاق'' کی تعبیر صوبائی عصبیت' گروہی مفادات' کا وہ طوفان ہے جو ملک کے درو دیوار سے ٹکرا رہا ہے' جس میں علماً' صلحاً اور عوام و حکام سب بہے جارہے ہیں اور جسے برپا کرنے میں اوپر سے نیچے تک تمام عناصر اپنی پوری قوتیں صرف کررہے ہیں' پورا ملک آتش نفاق کی مہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے' جس پر توبہ واستغفار' تضرع وابتہال اور دعوت الی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جاسکتا ہے مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی اور پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا حالات ہوں گے؟ کون رہے گا؟ اور کس کی حکومت ہوگی؟ اور انسان محکوموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں' ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں اور پوری امت کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

ختم نبوۃ

مرزا قادیانی مراق سے نبوّت تک

مرزا غلام احمد قادیانی میں مراق کی بیماری کی علامات کامل طور پر پائی جاتی تھیں' فاضل مؤلف کی تحقیق کے مطابق مرزا قادیانی کے بلند بانگ دعاوی کی ایک اہم وجہ اسے مراق کی بیماری کا لاحق ہونا ہے' حضرت مؤلف اپنی اس تحقیق کو خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی تحریرات سے کس طرح ثابت کرتے ہیں؟ اس کے لئے درج ذیل مضمون ملاحظہ فرمایئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ان کی امت میں ایک چیستان اور ایک معما بنی ہوئی ہے' نبوت مرزا کے بارے میں مرزائی امت کے مختلف فرقے مختلف' عقیدے رکھتے ہیں' اور ہر فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے اپنے دعویٰ پر سند لاتا ہے' مرزائی امت کے چند فرقوں کے عقائد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱:...... غیر حقیقی نبی: لاہوری فرقے کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی چودھویں صدی کے مجدد اور غیر حقیقی نبی تھے۔

۲:...... غیر تشریعی نبی: فرقہ ربوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ غیر تشریعی مگر حقیقی نبی تھے۔

۳:...... تشریعی نبی: اروپی فرقے کا عقیدہ تھا کہ وہ تشریعی نبی تھے۔ ان کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(الف) مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے الفاظ ٹھیک وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صاحب شریعت رسولوں کی وحی کے ہیں' لہٰذا اگر موسیٰ' عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی یہی شان رکھتے ہیں۔

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین نمبر۴ کے صفحہ ۷ پر اپنے صاحب شریعت ہونے کا کھل کر اعلان کیا ہے۔

(ج) مرزا غلام احمد قادیانی حکم ہو کر آئے تھے کہ جس حکم کو چاہیں باقی رکھیں اور جس کو چاہیں رد کر دیں' اور یہ صاحب شریعت ہی کا منصب ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

(د) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور جزیہ کو منسوخ کیا اور قادیان کو قبلہ مقرر کیا۔

(ہ) مرزا قادیانی کا کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ'' تھا' اس عقیدہ کا اظہار ظہیر الدین اروپی کے رسائل میں کیا گیا ہے۔

۴:...... نبی ساز نبی: امت مرزائیہ کے ایک فرقہ کا عقیدہ تھا کہ مرزا قادیانی نہ صرف رسول ہیں بلکہ ان کی پیروی سے نبوت ملتی ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھا تھا' اور یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جس میں یہ سلسلہ جاری وساری نہ ہو۔ اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو ان کا دین بھی لعنتی بن جاتا ہے۔ اس دلیل سے بہت سے ''قادیانی نبی'' مبعوث ہوئے' یہاں تک کہ ''قادیانی انبیاً'' کی بہتات سے مرزا محمود احمد (خلیفہ قادیان) بوکھلا اٹھے اور خطبہ میں فرمایا:

''دیکھو! ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہوگئے ہیں۔ میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے' واقعہ میں انہیں الہام ہوئے' اور کوئی تعجب کی بات نہیں اب بھی ہوتے ہوں' مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے (یہی غلطی مرزا غلام احمد نے تو نہیں کھائی؟ ناقل) ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے' اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا' خشیت اللہ پائی جاتی تھی' آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے' مگر ابتداً میں ان کی حالت مخلصانہ تھی...... ان

کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے (غالباً یہی ٹھوکر مرزا غلام احمد کو بھی لگی۔ ناقل)۔"

(الفضل ۳۰/ مارچ ۱۹۲۸ء)

۵:...... معبود و مسجود: کھیروی فرقے کا عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معبود و مسجود ہیں اور قادیان بیت اللہ شریف ہے' صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے "سیرۃ المہدی" میں لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی (جو بدقسمتی سے پوری نہ ہوسکی۔ ناقل) تو آپ کی زندگی ہی میں ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں "کھیرو" گاؤں کا رہنے والا تھا' پسر موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کرلئے۔ یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا' مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے اور پھر نہیں دیکھے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجانین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔" (سیرۃ المہدی صفحہ ۲۳۲ ج ۳)

سیرۃ المہدی کے مؤلف نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ان پرستاروں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ لگایا ہے حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی روشنی میں ان کا عقیدہ بالکل صحیح تھا۔ دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی نے "بروز عیسیٰ" ہونے کا دعویٰ کیا اور تمام قادیانیوں نے ان کو سچ مچ "عیسیٰ" مان لیا' پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے "بروز محمد" ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ "عین محمد" مان لیا' ٹھیک اسی اصول پر مرزا قادیانی نے "بروز خدا" ہونے کا دعویٰ کیا اب اگر ان کو کچھ لوگ سچ مچ "خدا" مان لیں تو ان کو مجنون اور غالی کیوں کہا جائے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے "بروز عیسیٰ" ہونے کا دعویٰ کیا اور تمام قادیانیوں نے ان کو سچ مچ "عیسیٰ" مان لیا' پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے "بروز محمد" ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی "دانشوروں" نے ان کو سچ مچ "عین محمد" مان لیا

جب یہ اصول تمام قادیانی امت کو مسلم ہے کہ "بروز" اپنے "اصل" ہی کا حکم رکھتا ہے' اسی "قادیانی اجماع" کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" اور محمد ثانی تسلیم کیا گیا' کیونکہ وہ "بروز محمد" ہونے کے مدعی تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو "بروز خدا" کے مدعی ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہ مانا جائے؟ آخر یہ کیا منطق ہے کہ بروزی نکتہ کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو "عیسیٰ" اور "محمد" ماننے والے تو عقلمند اور ہوشیار کہلائیں اور "بروز خدا" ماننے والے مسکینوں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا جائے؟

شاید کسی کو وسوسہ ہو کہ حضرت قادیانی نے ان کو سختی سے منع فرمادیا تھا۔ اس لئے ان کا مؤقف غلط ہے۔ قادیانی اصول کے مطابق اس کا جواب بہت آسان ہے' وہ یہ کہ اس وقت تک حضرت قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ الہامات میں ان کو "خدائی کا منصب" عطا کیا گیا ہے۔ ٹھیک جس طرح کہ مرزا محمود قادیانی کے دعویٰ کے مطابق حضرت قادیانی ۱۹۰۱ء تک یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کو "منصب نبوت" عطا کیا گیا ہے' اور یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے "فتنہ کے خوف" سے انہیں منع فرمادیا ہو' ٹھیک جس طرح کہ حضرت صاحب نے "ایک نبی آیا" کا الہام فتنہ کے خوف سے مدت تک چھپائے رکھا۔ بہر حال قادیانی اصول کے مطابق "بندگان بروز خدا" کو پاگل اور غالی کہنا قادیانی امت کی کور چشمی ہے۔

۶:...... مراقی نبی: یہ تو ان لوگوں کے عقائد تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے "الہامات" پر ایمان لاتے ہیں' مگر امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ...... مگر بے مغز...... دعوے "مراق" کا کرشمہ تھے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اپنے مراق کا اقرار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الف:...... "دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی' سو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں

ختم نبوة

ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(ملفوظات ص۴۴۵ ج ۸)

ب:......”میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کر جاتی ہے۔ دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔“

(ملفوظات مرزا ص۳۷۶ ج ۲)

ج:......”حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے فرمایا کہ حضور! غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے (نعوذ باللہ) اور مجھ کو بھی ہے۔“

(سیرۃ المہدی ص۳۰۴ ج ۳)

اس اقرار واعتراف سے قطع نظر مرزا غلام احمد قادیانی میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں، مرزا بشیر احمد ایم اے سیرۃ المہدی میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل قادیانی کی ”ماہرانہ شہادت“ نقل کرتے ہیں کہ:

د:......”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں، مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک (مثلاً بدہضمی، اسہال، بدخوابی، تفکر، استغراق، بدحواسی، نسیان،

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ”جی“ برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ

ختم نبوۃ

ہذیان تخیل پسندی' طویل بیانی' اعجاز نمائی' مبالغہ آرائی' دشنام طرازی' فلک پیا دعوے' کشف وکرامات کا اظہار' نبوت ورسالت' فضیلت و برتری کا ادعا' خدائی صفات کا تخیل وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی بیسیوں مراقی علامات مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں)۔'' (سیرۃ المہدی ص۵۵ ج۲)

مرزا صاحب کو مراق کا عارضہ غالباً موروثی تھا' ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتے ہیں:

''...... جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء ص۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی' لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' دردسر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔''

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء ص۲۶)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

''مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔''

(بیاض حکیم نورالدین ص۲۱۲ ج۱۰)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں' انہوں نے ''آریوں کا بادشاہ'' ہونے کا دعویٰ کیا' نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شدو مد سے کئے' انبیا کرام سے برتری کا دم بھرا' دس لاکھ معجزات کا ادعا کیا' مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی' اور نہ ماننے والوں کو منکر' کافر اور جہنمی قرار دیا' انبیا علیہم السلام کی تنقیص کی' صحابہ کرام کو نادان اور احمق کہا' اولیائے امت پر سب وشتم کیا' مفسرین کو جاہل کہا' محدثین پر طعن کیا' علماً امت کو یہودی کہا اور پوری امت کو فیج اعوج اور گمراہ کہا اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی۔ یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہوسکتا بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

ادنیٰ فہم کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی خدا کی گنجائش نہیں' اب اگر ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر یہ تقریر کرے کہ:

''اس میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی نفی کی گئی ہے اور یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس قدر کامل اور فنافی اللہ کے مقام میں اس قدر راسخ ہے کہ میرا وجود بعینہ خدا کا وجود ہے' اس لئے میرے دعویٰ خدائی سے لا الہ کی مہر نہیں ٹوٹتی' بلکہ خدا کی چیز خدا ہی کے پاس رہتی ہے' اور یہ کہ میں نے خدائی کمالات' خدا میں گم ہو کر پائے ہیں' میرا وجود درمیان نہیں' اس لئے میرے خدا ہونے سے لا الہ الا اللہ کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ''امت اسلامیہ'' کا قطعی عقیدہ ہے اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' میں بیان فرمائے

تو فرمایئے کہ اس فصیح البیان مقرر کے بارے میں علماً کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا لا الہ الا اللہ کی اس عجیب وغریب تفسیر کو کرشمہ مراق نہیں قرار دیا جائے گا؟

اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ''امت اسلامیہ'' کا قطعی عقیدہ ہے اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' میں بیان فرمائے (یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی) لیکن ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر ''لا نبی بعدی'' کی یہ تقریر کرتا ہے کہ:

''اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو' اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا' کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر' پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے' جس کا نام ظلی

ختم نبوۃ

طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا' کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

اور پھر وہ فلسفہ کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں' صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی' کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔"

(ازالہ اوہام ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

اور یہ کہ:

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟"

(ایضاً)

اور یہ کہ:

"میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

بتایئے! اس کی توجیہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہ "سلطان القلم" غلبہ سودا اور جوش مراق کا شکار ہے۔

مرزائی امت سے ایک سوال:

اگر قیامت کے دن قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے سوال ہو کہ تو نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے کیوں لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور اس کے جواب میں مرزا صاحب عرض کرے کہ یا اللہ! یہ سب کچھ میں نے مراق کی وجہ سے کیا تھا؟ اور اپنے مراقی ہونے کا اظہار بھی خود اپنی زبان وقلم سے کر دیا تھا۔ اب ان "عقلمندوں" سے پوچھئے کہ انہوں نے "مراق کے مریض" کو "مسیح موعود" کیوں مان لیا تھا؟ تو قادیانی امت بتائے کہ اس کے پاس اس دلیل کا کیا جواب ہوگا؟

HB™
A Trustworthy Name
HB™
HAMEED BROS JEWELLERS
3,MOHAN TARRACE, SHAHRA-E-IRAQ, SADDAR, KARACHI-3.
HB™
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس' نزد جلال دین' شاہراہ عراق' صدر کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کے اجلاس کی رپورٹ

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس تین روز تک جاری رہنے کے بعد اپنے اختتام کو پہنچا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا بشیر احمد' مولانا اللہ وسایا اور مولانا خدا بخش نے کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے انجام دیئے۔ اجلاس میں مولانا محمد نذر عثمانی (حیدرآباد)' مولانا محمد علی صدیقی (کولار چی)' مولانا حفظ الرحمٰن (ٹنڈو آدم)' مولانا خان محمد (گمبٹ)' مولانا محمد حسین ناصر (سکھر)' مولانا عبدالعزیز (کوئٹہ)' مولانا احمد بخش (رحیم یار خان)' مولانا محمد اسحٰق ساقی (بہاولپور)' مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاولنگر)' مولانا عبدالحکیم (ساہیوال)' مولانا عبدالرزاق (اوکاڑہ)' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (لاہور)' مولانا محمد اکرم طوفانی (سرگودھا)' مولانا غلام حسین (جھنگ)' مولانا غلام مصطفیٰ (چناب نگر)' مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ محمد ثاقب (گوجرانولہ)' مولانا عارف ندیم (سیالکوٹ)' مفتی محمود الحسن (راولپنڈی)' مولانا محمد طیب (منڈی بہاؤالدین)' قاضی احسان احمد اور مفتی خالد میر (اسلام آباد) اور مولانا امام الدین قریشی (مظفر گڑھ) سمیت علمأ کرام اور مبلغین کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

اجلاس میں ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق حلفیہ بیان کی بحالی کا خیر مقدم کیا گیا' اور اس سلسلہ میں جمعیت علمائے اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن سمیت تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کی سعی ومحنت کو سراہا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حلفیہ بیان کے بغیر درج کرائے گئے قادیانیوں کے تمام ووٹ منسوخ کئے جائیں' اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام ذیلی دفاتر کو ہدایت کی گئی اور تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں' مساجد کے ائمہ وخطبأ اور مسلم عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ الیکشن کمیشن کے دفاتر میں جاکر قادیانیوں کے ووٹ چیک کرکے کینسل کروائیں' تاکہ قادیانی مسلم نشستوں پر منتخب نہ ہوسکیں اور مسلمان امیدواروں کو بلیک میل نہ کرسکیں۔ اجلاس میں مستقبل کے تین ماہ کے مرکزی مبلغین کے تبلیغی پروگرام' رد قادیانیت کورس اور ختم نبوت کانفرنسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں ستمبر کے پہلے عشرہ کو عشرۂ ختم نبوت منانے کا فیصلہ کیا گیا' جس کے تحت یکم ستمبر کو بہاولپور' ۲ ستمبر کو بہاولنگر' ۳ ستمبر کو ساہیوال' ۴ ستمبر کو اوکاڑہ' ۵ ستمبر کو قصور' ۶ ستمبر کو کوہاٹ' ۷ ستمبر کو لاہور اور پشاور' ۸ ستمبر کو گوجرانوالہ' ۹ ستمبر کو سیالکوٹ اور ۱۰ ستمبر کو چناب نگر میں سالانہ کانفرنس کے سلسلہ میں میٹنگ' ۱۱ ستمبر کو جھنگ' ۱۲ ستمبر کو سرگودھا اور ۱۳ ستمبر کو خوشاب میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی' جن میں قائد تحریک ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد' حضرت سید نفیس الحسینی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا خدا بخش' صاحبزادہ طارق محمود سمیت مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنما خطاب فرمائیں گے' جس میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے مطالبات ہوں گے۔ اجلاس میں ناموس رسالتؐ کے تحفظ کا عزم کیا گیا۔ اجلاس میں ملک عزیز میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ ملک وملت کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس انشاءاللہ ۲۰' ۲۱ ستمبر کو منعقد ہوگی۔

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے خواتین کی زینت زیورات
ستارا جیولرز
صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی نمبر۲
PHONE 7245080

ختم نبوۃ

مولانا محمد راشد مدنی

نزول عیسیٰ علیہ السلام اور تردید عیسائیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"واذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے بنیادی عقائد ہیں الوہیت مسیح' ابنیت مسیح' تثلیث' صلیب' کفارہ' رفع ونزول جسمانی' اسی طرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق متعدد خیالات رکھتے ہیں مگر عجیب بات ہے کہ قرآن کریم نے رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے علاوہ باقی تمام عیسائی عقائد کی واضح الفاظ میں تردید فرمائی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا ایک عقیدہ الوہیت کا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں (معاذ اللہ) عیسائیوں کے اس باطل عقیدہ کی تردید قرآن مجید میں اس طرح سے آئی ہے:

"لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم۔" (مائدہ:۷۲)

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ عیسیٰ مسیح ابن مریم ہے۔"

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا دوسرا عقیدہ ابنیت کا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں' اس باطل اور غلط عقیدہ کی تردید قرآن مجید میں اس طرح سے آئی ہے:

"و قالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ۔" (التوبہ:۳۰)

ترجمہ: "اور نصاریٰ میں سے (اکثر) نے کہا کہ مسیح' خدا کے بیٹے ہیں' یہ ان کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا' یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں' خدا ان کو غارت کرے۔"

عیسائیوں کا تیسرا عقیدہ تثلیث کا ہے' یہ بھی باطل اور غلط عقیدہ ہے' تثلیث کا معنی "تین بنانا" ہے' عیسائیوں کا کہنا ہے کہ باپ' بیٹا اور روح القدس' ان تین اشخاص سے مل کر ایک ذات بنتی ہے جس کو خدا کہتے ہیں۔اس باطل عقیدہ کی تردید قرآن مجید میں ان الفاظ سے آئی ہے:

"لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ۔" (مائدہ:۷۳)

ترجمہ: "بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے۔"

عیسائیوں کے بنیادی عقائد میں سے عقیدۂ کفارہ اور صلیب پرستی ہیں۔ان غلط عقائد کی تردید میں ارشاد خداوندی ہے:

"و ما قتلوہ و ما صلبوہ ولکن شبہ لھم"

ترجمہ: "انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا۔"

نیز عقیدۂ کفارہ کی تردید میں فرمایا:

"ولا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ۔" (بنی اسرائیل:۱۵)

ترجمہ: "اور کوئی کسی کے (گناہ کا) کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیت کا یہ بھی نقطہ نظر اور عقیدہ ہے کہ وہ اس وقت آسمان پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے' لیکن عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید پورے قرآن مجید میں کہیں نظر نہیں آتی' بلکہ اس کا اثبات نظر آتا ہے: ''بل رفعه الله الیه'' وغیرہ ذلک۔

عیسائیوں کے بنیادی عقائد الوہیت مسیح' ابنیت' تثلیث' کفارہ' صلیب پرستی ان تمام عقائد کی تشریح اور ابطال انشاء اللہ آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا جائے گا۔

پیش نظر مسئلہ عقیدہ رفع ونزول جسمانی عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ جب قرآن مجید اہل کتاب کے لئے حکم ہے' اور ان کے تمام عقائد باطلہ کی تردید کرتا ہے' لیکن رفع الی السماء اور نزول من السماء کی تردید تو کجا بلکہ تائید کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا یہ عقیدہ (رفع ونزول جسمانی) درست ہے۔

رفع ونزول عیسیٰ کے متعلق اسلامی عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے' جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ' احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ ہے کہ وہ حضرت مریم عذرا کے بطن سے محض نفخ جبرئیل سے پیدا ہوئے' بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے' یہود نے ان کے ساتھ بغض وعداوت کا معاملہ کیا اور آخر کار ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے۔ قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور وہ دنیا میں فساد پھیلائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

دنیا میں آپ کا نزول امام عادل کی حیثیت سے ہوگا اور آپ گویا کہ اس امت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے۔

آپ قرآن و حدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور امت سے بھی اس پر عمل کروائیں گے' ان کے زمانہ میں دنیا سے اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب مٹ جائیں گے' دنیا میں کوئی کافر نہ رہے گا' عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف آوری کے بعد نکاح بھی فرمائیں گے' ان کی اولاد بھی ہوگی' پھر ان کی وفات ہوگی' مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کریں گے۔

رفع ونزول عیسیٰ کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ:

عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے دو فرقے ہیں:

۱:...... ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ: ان کو یہود نے قتل کیا' سولی پر چڑھایا' پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر کے آسمان پر اٹھالیا۔

۲:...... دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل اور بغیر سولی پر چڑھائے جانے کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن (جسم لاہوتی یا جسم ناسوتی میں) خدا بن کر آئیں گے اور مخلوق کا حساب لیں گے۔

تنقیح موضوع:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا سب سے اہم مقصد اور اصل مشن اپنی قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کرنا ہے' جیسا کہ پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف آخری نبی بنا کر مبعوث کئے گئے' نہ کہ سارے جہاں کی طرف' جیسا کہ موجودہ عیسائیوں کا نظریہ ہے۔ خود بائبل میں موجود ہے:

''میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (انجیل متی باب ۱۵ آیت:۲۴)

اور عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو حکم دیتے ہیں:

''غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے' جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ' احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے

ختم نبوة

پاس جانا۔“ (انجیل متی باب:۱۰ آیت:۶)

ان کی قوم کے دو حصے ہیں: (۱) مخالفین یعنی یہود' (۲) محبین یعنی عیسائی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت یہود کی قیادت دجال یہودی کے ہاتھ میں ہوگی اور جناب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر سب سے پہلے دجال کو قتل کریں گے اور یہود کا صفایا کریں گے' مخالفین یعنی یہود سے نمٹنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام قوم نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کی غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔

عیسائیوں کے اعتقاد کا سراسر بگاڑ عقیدۂ تثلیث' کفارہ اور صلیب پرستی کی وجہ سے ہے۔

تثلیث اور نزول عیسیٰ:

اس وقت مذہب عیسائیت میں خدا کے تصور کی جو تفصیلات ہیں وہ انتہائی گنجلک اور الجھی ہوئی ہیں۔

مذہب اسلام میں خدا کی ذات وحدہ لاشریک متصور ہے لیکن مذہب عیسائیت میں خدا تین اقانیم (تین مستقل ذاتوں' تین مستقل اشخاص) سے مرکب ہے: باپ' بیٹا اور روح القدس (باپ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' بیٹے سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور روح القدس سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفت محبت اور حیات ہے)۔ اسی عقیدہ کو عقیدۂ تثلیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

عیسائیوں کے نزدیک ان تینوں (باپ' بیٹا اور روح القدس) میں سے ہر ایک بذات خود بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا کہ مجموعۂ خدا۔ آج تک عیسائی اس عقیدۂ تثلیث (جو کہ عیسائیوں کے ہاں بنیادی عقیدہ کا درجہ رکھتا ہے) حل نہیں کر سکے' تثلیث کا عقیدہ ایک خواب پریشان بن کر رہ گیا ہے۔ عقیدۂ تثلیث کے متعلق عیسائیوں کے یہاں جو تشریح زیادہ عام اور مقبول ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

> ”تثلیث کے عیسائی نظریے کو ان الفاظ میں اچھی طرح تعبیر کیا جاسکتا ہے: باپ خدا ہے' بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے' اور تینوں مل کر تین خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہیں۔“
> (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

تین کو ایک اور ایک کو تین قرار دینے کا عیسائیوں کے پاس کیا جواز ہے؟ اس کو سننے سے قبل یہ سمجھ لیجئے کہ عیسائی مذہب میں باپ' بیٹا اور روح القدس کی اصطلاحات سے کیا مراد ہے؟

باپ: عیسائیوں کے نزدیک باپ سے مراد خدا کی تنہا ذات ہے' اب خدا کو باپ سے کیوں تعبیر کیا گیا؟ اس کی تشریح میں مشہور عیسائی فلاسفر سینٹ تھامس کا کہنا ہے کہ:

> ”باپ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے کسی کو جنا ہے اور کوئی وقت ایسا گزرا ہے جس میں وہ باپ تھا' بیٹا نہیں تھا بلکہ یہ ایک خدائی اصطلاح ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ باپ بیٹے کے لئے اصل ہے۔ مزید یہ کہ خدا کو باپ اس وجہ سے کہا گیا کہ جس طرح بیٹا خدا کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح مخلوق اپنے وجود میں خدا کی محتاج ہے' اور خدا اپنے بندوں پر اس طرح شفیق ہوتا ہے جس طرح باپ اپنے بیٹے پر مہربان ہوتا ہے۔“
> (انسائیکلوپیڈیا آف رلیجن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت یہودی قیادت دجال یہودی کے ہاتھ میں ہوگی اور جناب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر سب سے پہلے دجال کو قتل کریں گے اور یہود کا صفایا کریں گے

بیٹا: بیٹے سے مراد عیسائیوں کے نزدیک خدا کی صفت کلام ہے اور یہی صفت عیسیٰ بن مریم کی انسانی شخصیت میں حلول کر گئی تھی' جس کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا گیا۔

روح القدس: روح القدس سے مراد عیسائیوں کے نزدیک خدا کی صفت حیات اور محبت ہے یعنی اس صفت کے ذریعہ خدا کی ذات (باپ) اپنی صفت کلام (بیٹے) سے محبت کرتی ہے اور بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے۔

عقیدۂ تثلیث کا خلاصہ:

خلاصہ اس عقیدہ کا یہ نکلا کہ خدا تین اقانیم (تین اشخاص) پر مشتمل ہے:

۱:......خدا کی ذات جسے باپ کہتے ہیں۔
۲:......خدا کی صفت کلام جسے بیٹا کہتے ہیں۔
۳:......خدا کی صفت حیات اور صفت محبت جسے روح القدس کہا جاتا ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک ان تینوں میں سے ہر

ایک خدا ہے مگر یہ تینوں مل کر تین خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہیں' تو عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے جیسا کہ بالاتفاق مسلمانوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے' تو آپ کی تشریف آوری سے واضح ہوجائے گا کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں' نہ کہ خدا' جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے' لہٰذا ان کا وجود ہی تثلیث کی تردید کے لئے کافی ہوگا' چونکہ تثلیث کا مطلب ہے تین اقانیم کا مجموعہ' جب ایک خدا (یعنی بیٹے) کی نفی ہوگئی تو تثلیث کی نفی ہوگئی' کیونکہ تین کا مجموعہ باقی نہ رہا۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہی تثلیث کی تردید کا موجب ہوگا۔

عقیدۂ کفارہ' صلیب پرستی اور نزول عیسیٰؑ:

مشہور عیسائی پادری ڈینیل ولسن کا کہنا ہے کہ عقیدۂ کفارہ عیسائی مذہب کی جان ہے' اس مسئلۂ کفارہ کی حقیقت بقول عیسائی پادری اور پوپ صاحبان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو متقی اور راست باز بنا کر باغ عدن (جنت) میں بھیجا اور حکم دیا کہ ہر پھل کھا سکتے ہو مگر اس نیک و بد کی تمیز کے درخت (گندم) سے نہ کھانا' آدم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حوا بھی تھیں' شیطان نے اولاً حوا کو بہکا کر شجرۂ ممنوعہ (گندم) کھلا دیا' پھر اس کے رغلانے سے آدم نے بھی کھالیا' اس طرح سے یہ آدم سے گناہ ہوگیا اور وہ مجرم قرار پائے' اس کے نتیجے میں ان کو باغ عدن سے نکال کر زمین پر آباد کیا گیا' پھر یہی گناہ موروثی طور پر ان کی اولاد میں آ گیا اور تمام اولاد آدم اس گناہ میں ملوث رہی' جس کے ازالہ کی کوئی صورت نہ تھی' بالآخر خدا نے مخلوق پر رحم کرتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کو بھیجا تاکہ وہ صلیب پر اپنی جان قربان کرکے اس گناہ کا کفارہ بنے' لہٰذا اب جو شخص مسیح کے کفارے پر ایمان لائے گا وہی نجات پائے گا' باقی کسی کو نجات نہیں مل سکتی۔ اس نظریے کو عیسائی حضرات ''عقیدۂ کفارہ'' اور ''نجات'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

صلیب پرستی:

جیسا کہ پہلے وضاحت کی جاچکی ہے کہ عیسائیوں کا ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھا کر قتل کردیا' پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کرکے آسمان پر اٹھالیا' اور یہ سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں' عیسائی مذہب میں صلیب کے مقدس ہونے کی کیا وجہ ہے؟ خصوصاً جبکہ وہ ان کے اعتقاد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اذیت کا سبب بنی؟ بظاہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ صلیب کی تقدیس کی بنیاد کفارہ کا عقیدہ ہے' چونکہ ان کے نزدیک صلیب گناہوں کی معافی کا سبب بنی تھی' اسی وجہ سے وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں' تو جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے' جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا متفقہ طور پر عقیدہ ہے' تو چونکہ کفارہ میں صلیب کے ساتھ موت کا عقیدہ بھی ہے' اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقید حیات ہونا عقیدۂ کفارہ اور صلیب دونوں کی نفی کردے گا' اس لئے تمام عیسائی اسلام قبول کرلیں گے اور دنیا میں فقط واحد مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔

☆☆..................☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE:745543

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی

Adarts-HRA-5/2001

انوار مدینہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

اللہ رے یہ وسعت آثار مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوار مدینہ

روشن رہیں دائم در و دیوار مدینہ
تا حشر رہے گرمی بازار مدینہ

ہے شہر نبیؐ آج بھی فردوس بداماں
جاری ہے وہی موسم گلبار مدینہ

پھرتے ہیں تصور میں وہ پُر کیف مناظر
تاحد نظر ہیں گل و گلزار مدینہ

جس قلب میں یاران نبیؐ کی ہو عقیدت
کھلتے ہیں اسی قلب پر اسرار مدینہ

معمور صحابہؓ کی محبت سے رہے گا
وہ سینہ کہ ہے مہبط انوار مدینہ

وہ آل محمدؐ ہوں کہ اصحابؓ محمدؐ
ہیں زینت دربار دُربار مدینہ

نسبت نہیں شاہوں سے نفیس اہل نظر کو
کافی ہے انہیں نسبت سرکار مدینہ

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

کا مطالعہ کیجئے

ختمِ نبوّۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسول آخر ﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے